سوال

(327)ماں کا ولی ہونا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میاں چنوں سے ع م خریداری نمبر 1442 لکھتے ہیں کہ مسماۃ "ف" کااپنے خاوند سے کسی بات پر جھگڑا ہوا تو وہ اپنے بیٹے اور بیٹیوں کو لے کر گھر سے فرار ہوگئی پھر اس نے اپنے بیٹے کو ولی بنا کر بھیجتے سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا جبکہ حقیقی ولی لڑکی کا باپ موجود ہے اس نکاح کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

بیوی کا گھریلو جھگڑے کی وجہ سے اپنے بچوں کو لے کر گھر سے فرار ہو جانا انتہائی باغیانہ اقدام ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر کسی عورت سے اس کا خاوند ناراض ہے تو اس کے راضی ہونے تک فرشتے عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (صحیح مسلم: النکاح 1436)

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی کے لیے اس کے خاوند کو جنت یا جہنم قرار دیا ہے یعنی اس کی اطاعت باعث جنت اور نافرمانا موجب جہنم ہے۔ (مسند امام احمد: رحمة اللہ علیہ ج 4 ص 341)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی بایں الفاظ وضاحت فرمائی ہے کہ جب عورت نماز پانچ وقت ادا کرتی ہے اور اپنے خاوند کی اطاعت کے ساتھ ساتھ عفت و پاکدامنی اختیار کرتی ہے تو قیامت کے دن اسے اختیار دیا جائے گا کہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (مسند امام احمد حدیث نمبر 1661

ان احادیث کے پیش نظر ہم اس عورت کو نصیحت کرنا ضروری خیال کرتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو لے کر اپنے گھر چلی آئے تاکہ دنیا کے ساتھ اس کی آخرت برباد نہ ہو اس تمہیدی گزارش کے بعد مسئلہ کی وضاحت بایں طور پر ہے کہ قرآن وحدیث میں نکاح کے لیے جو اصول ضوابط بیان ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی عورت اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح نہ کرے اور سرپرست کی بنیاد قرابت و رشتہ داری پر ہے جیسے باپ اور بھائی وغیرہ نیز قریبی رشتہ دار کی موجودگی میں دور کا رشتہ سرپرست نہیں ہو سکتا کیوں کہ جو سرپرست باعتبار رشتہ جتنا قریب ہوگا اتنا ہی اس کے دل میں اپنے سرپرست کے لیے شفقت و ہمدردی زیادہ ہوگی اور وہ اس کے مفادات کا زیادہ تحفظ کرے گا باپ کو اس معاملہ میں اولیت اس وجہ سے حاصل ہے کہ اس کی موجودگی میں دوسرا کوئی رشتہ دار سرپرست نہیں ہو سکتا اس والد کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا حدیث میں ہے کہ جس عورت نے بھی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح باطل ہے بے بنیاد اور بے سروپا ہے ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے (مسند امام احمد رحمة اللہ علیہ: 6/145)

اسی طرح حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے۔ (مسند امام احمد رحمة اللہ علیہ

394،/4:

امام حکم اس حدیث کواپنی مستدرک میں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقدار بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوہریرۃ عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسرو بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے اسی طرح ازواج مطہرات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اس مضمون کی روایات صحت کے ساتھ موجود ہیں۔ (مستدرک: ج2ص172)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جس روایت کودس صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین بیان کریں وہ مختار مذہب کے مطابق متواتر شمار ہوتی ہے۔ (تدریب الراوی: ج2ص117)

ان روایات کے مطابق صورت مسئولہ میں نکاح ہوا ہے وہ باطل ہے اس طرح نکاح کرنے والا جوڑا گناہ کی زندگی بسر کرتا ہے انہیں اللہ کے حضور صدق دل سے توبہ کرنے کے بعد اپنے والد کو اعتماد میں لے کر از سر نکاح کرنا ہوگا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں ان کی مصالح عباد پر بڑی گہری نظر ہوتی ہے اس کے ساتھ ساتھ استدلال میں وہ نصوص کا پہلو بھی انتہائی مضبوط رکھتے ہیں انہوں نے زیر بحث کے متعلق ایک عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے "جس شخص کا یہ موقف ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ پھر ایک دوسرا باب قائم کرتے ہیں۔ کوئی باپ یا رشتہ دار کسی کنواری یا شوہر دیدہ کا نکاح اس کی رضا کے بغیر نہ کرے۔ ان دونوں بواب کا منشا یہ ہے کہ نہ تو عورت مطلق العنان ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے نکاح کرے اور نہ ہی وہ اس قدر مقہور و مجبور ہے کہ اس کا سرپرست جہاں چاہے جس سے چاہے عقد کر دے بلکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے ایک عنوان اس قائم ہے اگر کسی نے اپنی بیٹی کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر کر دیا تو یہ نکاح مردود ہے درحقیقت شریعت اعتدال کو قائم رکھنا چاہتی ہے تو نہ سرپرست کو اتنے وسیع اختیارات حاصل ہیں کہ وہ اپنی بہن یا بیٹی کی مرضی کے بغیر جہاں چاہے اس کا نکاح کر دے اور نہ ہی عورت کو اس قدر کھلی آزادی دی ہے کہ وہ از خود سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح کر کے اپنے خاندان کی عزت و آبرو کو خاک میں ملا دے ہاں اگر باپ کے متعلق باوثوق ذرائع سے پتہ چل جائے کہ وہ اپنے زیر سرپرست کےلیے مہر و وفا کے جذبات سے عاری ہے یا اس کے مفادات کا محافظ نہیں ہے تو وہ خود بخود حق ولایت سے محروم ہو جاتا ہے حدیث میں اس کی وضاحت موجود ہے چنانچہ بعض روایات میں ولی مرشد کے الفاظ ملتے ہیں۔ (بیہقی: ج7ص124)

جس کا مطلب یہ ہے کہ جو سرپرست ہمدردی کے جذبات سے سرشار ہو وہی فریضہ نکاح کی اجازت کا حق دار ہے بہر حال صورت مسئولہ میں بیان کردہ نکاح سرے سے منعقد نہیں ہوا کیوں کہ حقیقی سرپرست کی اجازت کے بغیر ہوا ہے اور اپنی بچی کے متعلق ہمدردی کے جذبات بھی رکھتا ہے۔ (واللہ اعلم)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:345